سیدنا عثمان کے مذکور اثر کی روشنی میں مناسب فقہی اجتہاد کیا جا سکے تو ہمارے خیال میں یہ اسلام کے قانون وراثت کی روح اور اس کے مقاصد کے عین مطابق ہوگا۔

ایک غزل کے چند اشعار

شعر وشاعری سے لگاؤ اور کسی حد تک، تک بندی کی مشق زبان وادب سے دلچسپی رکھنے والے کسی بھی شخص کے لیے ایک معمول کی بات ہے۔ شاعری کو ایک مستقل مشغلے کے طور پر اختیار کرنے کے لیے جس قسم کا مزاج، افتادِ طبع اور ذہنی یکسوئی درکار ہے، وہ تو مجھے نصیب نہیں۔ البتہ طبیعت موزوں ہونے پر کبھی کبھی غزل کے انداز میں دو چار اشعار جوڑ لینے کی مشق زمانہ طالب علمی سے چلی آ رہی ہے۔ چند ماہ قبل اسی طرح دو تین شعر موزوں ہوئے تو میں نے بے تکلفی کا رشتہ رکھنے والے چند حضرات کو بھی بھیج دیے۔ بزرگوارم جناب احمد جاوید صاحب (ڈپٹی ڈائریکٹر اقبال اکادمی، لاہور) ان حضرات میں سے ہیں جو عمر اور علم وفضل میں اپنی بزرگی کے باوجود مشفقانہ توجہ اور محبت سے نوازتے ہیں۔ انھوں نے یہ اشعار دیکھے تو اسی وزن اور قافیے میں فی البدیہ چند اشعار مزید عنایت فرما دیے۔ تبادلہ اشعار چونکہ SMS کے ذریعے سے ہوا تھا اور احمد جاوید صاحب کی افتادِ طبع کے لحاظ سے یقین ہے کہ انھوں نے اپنے ان اشعار کو کہیں محفوظ کرنے کا اہتمام نہیں کیا ہوگا، اس لیے حفاظت کی غرض سے انھیں یہاں درج کر رہا ہوں۔ قارئین اس سے یہ بھی اندازہ کر سکیں گے کہ ٹاٹ میں مخمل کا پیوند کیسے لگایا جاتا ہے۔

میرے اشعار:

سفر کیسا، کہاں منزل! غبارِ راہ ہے جس سے
الجھنے کا تکلف بس دلِ ناشاد کرتا ہے
نہ ہونے سے کبھی جن کے یہ محرومِ محبت ہے
مرا دل اُن ملاقاتوں کو اکثر یاد کرتا ہے
''بھروسہ کر نہیں سکتا غلاموں کی بصیرت پر''
وہی کرتا ہوں جو ایک بندۂ آزاد کرتا ہے

اضافہ از احمد جاوید صاحب:

جو معنی آفرینی اور سخن ایجاد کرتا ہے
مری کج مج بیانی پر بھی دیکھو صاد کرتا ہے
ہو جس کی خامشی ظرف آشنائے قلزمِ معنی
وہی ویرانہ صوت وصدا آباد کرتا ہے
جنوں قلب وخرد پر ملتفت ہوتا ہے جب ناصر
اِسے مجذوب، اُس کو صاحب ارشاد کرتا ہے